افغانستان میں اقبال شناسی

از ڈاکٹر عبدالرؤف رفیقی
الائیڈ بنک جناح روڈ کوئٹہ

افغانستان ۲۹ درجے ۳۰ دقیقے اور ۳۸ درجے ۳۰ دقیقے طول البلد شمالی اور ۶۱ درجے اور ۷۵ درجے عرض البلد مشرقی کے درمیان واقع ہے (۱)، افغانستان کا رقبہ ۲۴۹۹۸۴ مربع میل اور ۶۴۷۵۰۰ کلومیٹر ہے (۲)، جو زیادہ تر کوہستانی سلسلوں پر مشتمل ہے، معروف کوہستانی سلسلہ کوہ ہندوکش شمال مشرق سے جنوب مغرب کی طرف تقریباً چھ سو کلومیٹر تک پھیلا ہوا ہے جبکہ اسی کوہستانی سلسلے کا عرض سو کلومیٹر تک پہنچتا ہے۔

افغانستان کے اکثر دریا اسی کوہستانی سلسلے سے نکلتے ہیں۔ افغانستان کے شمال میں وسطی ایشیائی مسلم ریاستیں تاجکستان، ازبکستان اور ترکمانستان، جبکہ مغربی جانب ایران اور جنوب مشرق میں پاکستان واقع ہے۔ اسی طرح شمال مشرق کی طرف سے ایک پٹی واخان کے ذریعے چین اور پاکستان کے شمالی علاقہ جات سے ملتا ہے شمال مشرق تا جنوب مغرب رقبہ ۱۳۵۰ کلومیٹر جبکہ عرض شمال تا جنوب نو سو کلومیٹر بنتا ہے افغانستان کی جنوبی سرحد بحیرہ عرب سے ۴۵۰ کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے (۳)، افغانستان ایک قدیم تاریخی مملکت ہے، یہ ایک حقیقت ہے کہ قدیم وسط ایشیا سے ہندوستان آنے کا صرف ایک ہی زمینی راستہ تھا، جو افغانستان کے شمال مغربی سرحدوں سے گزرتا ہے۔ عظیم ہمالیاتی سلسلے کو پار کر کے اگرچہ چین کی حملہ آور فوجیں ضرور ہندوستان آئیں، کبھی کبھی ان غیر متعین اور دشوار گزار راہوں سے منگول اور تاتار نسلوں کے لوٹ مار کرنے والے گروہ بھی ضرور ہندوستان کے علاقوں میں گھس آئے تھے اس کے باوجود یہ پہاڑی علاقے تاریخ میں کسی بھی مرحلے پر باہر سے آنے والوں کے لیے باقاعدہ اور مستقل گزرگاہ نہیں بن سکے (۴)، عظیم ہمالیہ

کے ان سلسلوں نے بہر حال مشرق کی طرف سے آنیوالے تاتاری قبائل اور ان جیسے حملہ آوروں کو ہمیشہ ہندوستان میں آنے سے روکے رکھا، عربوں کو چھوڑ کر جو سمندری راستوں سے ہندوستان میں داخل ہوئے تھے آریا، ترک، تاتار، منگول، افغان، سھتین (Scythian) اور ان سے ملتے جلتے گروہ ہنوز ایران اور طوران کے حکمران خراسان، ہرات، کندھار، بلخ، دریائے کابل کے ذریعے اور ان علاقوں سے جنہیں اب ہم برطانوی بلوچستان کہتے ہیں، ہندوستان آئے تھے[۵]، قدیم آریای دور کا ایک اہم شہر بلخ جو ہزاروں سال قبل آریائی بادشاہوں کا مرکز تھا افغانستان میں واقع ہے، بلخ ہی اتنا متمدن تھا جو بعد از اسلام ام البلاد مشہور ہوا[۶]، جی ہاں یہی: بلخ ہے جس میں علامہ کے مرشد جلال الدین بلخی رومی پیدا ہوئے جو مرید ہندی کے روحانی مرشد ٹھہرے۔

افغانستان سے متعلق حضرت علامہ کے گراں قدر منظوم افکار حصہ تاریخ بن چکے ہیں یہ والہانہ اور عقیدت مندانہ افکار افغانستان اور افغانوں سے علامہ کی محبت اور توقع کے مظہر ہیں۔ انہی افکار اور خیالات کے جائزے سے متعلق افغانستان اور اقبال کے حوالے سے ارباب علم و دانش کی متعدد تحریریں موجود ہیں جن میں ذیل خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

(۱) پشتانہ علامہ اقبال پہ نظر کی (افغان اقبال کی نظر میں) از سر محقق عبداللہ بختانی مطبع دولتی کابل ۱۳۳۵ء۔

(۲) اقبال افغانستان میں از ڈاکٹر محمد ریاض ماہنامہ المعارف لاہور مئی ۱۹۷۷ء۔

(۳) اقبال و افغانستان از غلام جیلانی اعظمی مطبوعہ مجلہ کابل مئی جون ۱۹۳۸ء۔

(۴) اقبال اور افغان از میر عبدالصمد یونیورسٹی بک ایجنسی پشاور۔

(۵) Iqbal and The Afghans از ڈاکٹر ظہور احمد اعوان مقالہ پی ایچ ڈی ایریا سٹڈی سنٹر پشاور یونیورسٹی

(۶) اقبال اور افغانستان از اکرام اللہ شاہد مقالہ ایم فل علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد ۱۹۹۸ء۔

(۷) پشتو شاعری پر اقبال کے اثرات از ڈاکٹر عبدالرؤف رفیقی مقالہ پی ایچ ڈی علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد ۲۰۰۰ء۔

(۸) افغانستان میں اقبال شناسی کی روایت از ڈاکٹر عبدالروف رفیقی مقالہ پی ایچ ڈی علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد. 2005

(۹) علامہ اقبال اور ادب فارسی وفرہنگ افغانستان از ڈاکٹر اسداللہ محقق مقالہ پی ایچ ڈی نمل اسلام آباد (مطبوعہ مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان اسلام آباد. ۲۰۰۵)

مندرجہ بالا میں، آخر کے دو مقالات سے پہلے افغانستان میں اقبال شناسی کے حوالے سے تحقیقات نہ ہونے کے برابر تھیں۔ اسی موضوع پر صرف ایک ہی مقالہ افغانستان اور ایران میں اقبال پر مقالات اور کتب (۷) میں ڈاکٹر محمد ریاض مرحوم نے بعض ابتدائی کاموں کی نشاندہی کی تھی، اس کے علاوہ افغانستان میں صدیق رہپو نے افغانستان و اقبال کے نام سے ایک کتاب شائع کی، جس میں افغانستان میں علامہ پر لکھی جانے والی بعض تحریرات کو یکجا کیا گیا تھا۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ افغانستان میں اقبال شناسی کی ابتدا حیات اقبال ہی میں دنیا کے تمام ممالک سے پہلے ہو چکی تھی، مگر یہ بھی ایک تلخ حقیقت ہے کہ گذشتہ تین دہائیوں کے دوران افغانستان میں مسلسل جاری جنگ نے دیگر شعبوں کی طرح وہاں اقبال شناسی کو بھی کافی نقصان پہنچایا ہے۔ افغانستان میں اقبال شناسی کو مختلف ادوار میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ سب سے پہلے اقبال کی افغان دوستی اور افغانوں کی اقبال دوستی کا جائزہ لینا ضروری ہے۔

کلام اقبال میں مشاہیر افغان کا منظوم تذکرہ جا بجا دیکھنے کو ملتا ہے ان مشاہیر میں احمد شاہ ابدالی ھ/ ۱۷۰۷ء بلخ۔ وفات ۵ جمادی الآخرہ ۶۷۲ھ/ ۱۷ دسمبر ۱۲۷۳ء قونیہ)،(۱۰) سید جمال الدین افغانی (۱۲۵۴ھ ق/ ۱۸۳۹ء اسعد آباد ننگرہار، ۹ مارچ ۱۸۹۷ء/ ۵ شوال ۱۳۱۴ھ ق استنبول ترکی)(۱۰)، حکیم سنائی غزنوی (حدود ۴۶۴ھ ق ۱۰۷۱ء غزنین۔ حدود ۵۴۵ھ ق/ ۱۱۵۰ء غزنین)(۱۱)، خوشحال خان خٹک (ربیع الثانی ۱۰۲۲ھ ق/ مئی جون ۱۶۱۳ء اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ۔ ۲۸ ربیع الثانی ۱۱۰۰ھ ق/ فروری ۱۶۸۹ء ڈمبرہ

تیراہ)(۱۲)، سلطان محمود غزنوی (۱۰ محرم ۳۶۱ ھ ق/۲ نومبر ۹۷۱ء غزنہ۔ ۲۳ ربیع الثانی ۴۲۱ ھ ق/۳۰ اپریل ۱۰۳۰ء غزنہ)، (۱۳)، فرید الدین خان شیر شاہ سوری، بہار سہسرام (۲۲ مئی ۱۵۴۵ء کالنجر)، (۱۴)، حضرت علی ہجویری معروف بہ داتا گنج بخش (حدود ۴۰۰ ھ ق/۱۰۱۰ء ہجویر غزنی۔ حدود ۴۵۶ یا ۴۶۴ ھ ق لاہور)(۱۵) امام فخر الدین رازی (۲۵ رمضان ۵۴۳ ھ یا ۵۴۴ ھ بمقام رے۔ ۶۰۶ ھ ق ہرات)(۱۶)، نور الدین عبدالرحمٰن جامی (۲۳ شعبان ۸۱۷ ھ خرجرد جام خراسان۔ ۱۸ محرم ۸۹۸ ھ ۹ نومبر ۱۴۹۲ء) ہرات (۱۷) شامل ہیں.

اس کے علاوہ معاصر افغان شخصیات میں غازی امان اللہ خان اعلیٰ حضرت محمد نادر شاہ اور المتوکل علی اللہ اور ظاہر شاہ کے بارے میں بھی اقبال کا منظوم تحسین موجود ہے.

علامہ افغانوں سے بے پناہ محبت رکھتے تھے اس محبت کی وجہ افغانوں کی وہ سخت کوشی اور دین و مذہب سے وہ عشق ہے جو اقوام عالم میں نسبتاً کم قوموں کے حصے میں آیا ہے۔ مذہب سے اس عشق اور سماجی طور پر مضبوط و مستحکم قوم ہونے کی بنا پر علامہ کی افغانوں سے کئی توقعات وابستہ تھیں.

چونکہ اقبال ہندوستان اور عالم اسلام میں مسلمانوں کے ابتلا کے زمانے میں اقبال کو حریت، جرأت اور آزادی کی صورتیں افغانستان میں نظر آئیں، لہٰذا اقبال نے افغانوں کی تعریف کی تاکہ افغانوں کی تقلید میں دوسرے مسلمانوں میں بھی حریت، جرأت اور آزادی کی تڑپ پیدا ہو بقول میر عبدالصمد خان ''علامہ اقبال جیسے شاہانہ مزاج قلندر کو افغانوں کی ہی ادائیں پسند آئیں اور انہوں نے ایک سچے دردمند مسلمان کی طرح ان کی آرزوؤں اور تمناؤں کو اپنی آرزوؤں اور امنگوں میں شامل کر کے ان کا اظہار کیا اور اسطرح افغانی ملت کو اپنا ایک خاص موضوع بنا کر ابدیت بخشی. (۱۸)

علامہ کو افغانوں کی نااتفاقی کا بڑا صدمہ تھا اور جا بجا اس صدمے کا اظہار کیا۔ افغانوں کو بار بار وحدت، مرکزیت اور خودی کا سبق یاد دلاتے ہیں کہ یہی راز حیات اور برگ و ساز کائنات ہے۔ وہ افغانوں کی پستی اور پسماندگی کا سبب ان کی حال پر قناعت اور مستقبل سے غفلت قرار دیتے ہیں وہ کہتے ہیں: کہ قوموں کی ترقی کے لیے امید و آرزو اور ایک متفقہ نصب العین ضروری

ہے۔اقبال سے افغانوں کے مراسم کا باقاعدہ آغاز ۱۹۲۳ء سے کیا جاسکتا ہے کیونکہ اسی سال ''پیام مشرق'' شائع ہوئی ہے، اوراس کا انتساب غازی امان اللہ خان فرمانروائے مملکت افغانستان کے نام کیا گیا تھا۔۱۸ اشعار پر مشتمل یہ طویل منظوم انتساب علامہ کے غازی امان اللہ سے مراسم اور توقعات کا آئینہ دار ہے۔ (۱۹)

افغانستان میں پیام مشرق کے نسخے تقسیم ہوتے ہیں۔اور علامہ کے افکار سے شناسائی حاصل ہوتی ہے ، حافظ و بیدل کی شیدائی قوم افغان اقبال کی گرویدہ بن جاتی ہے اور بقول مولانا عبدالسلام ندوی:

''اسلامی ممالک میں اقبال کی شاعری نے خاص طور پر شہرت حاصل کی''۔

مئی ۱۹۲۴ء میں جبکہ افغانستان کے شاہ امان اللہ خان اپنی حکومت کے انتہائی عروج کی منزلیں طے کر رہے تھے۔ڈاکٹر صاحب کا کلام کابل کی ایک عظیم الشان مجلس میں پڑھا گیا۔جس میں شاہ ممدوح سفرائے دول خارجہ، عمایدین شہر، وزیر تعلیم اور دوسرے وزرا بھی شامل تھے۔یہ جلسہ طلبہ کی تقسیم انعامات کا تھا۔اسی میں ہمارے ملک الشعراء ہند کا مشہور قومی ترانہ ''مسلم ہیں ہم وطن ہے سارا جہاں ہمارا'' بچوں نے اپنے پیارے اور سادے لہجے میں سنایا۔پھر جب فوجی بینڈ نے اسے دہرایا۔تو حاضرین پر ایک کیفیت طاری ہوگئی۔

افغان سیاسی شخصیات میں غازی امان اللہ خان کے بعد دوسری شخصیت اعلی حضرت محمد نادر شاہ غازی ہیں جس سے علامہ کے قریبی مراسم رہے اور جن کی دعوت کے نتیجے میں علامہ سر راس مسعود اور سید سلیمان ندوی کے ہمراہ افغانستان گئے۔اسی سفر کے نتیجے میں علامہ نے اپنی مشہور مثنوی مسافر تخلیق کی۔سیاسی شخصیات کے علاوہ افغانستان کے علمی وادبی شخصیات سے بھی علامہ کے مراسم تھے۔ان شخصیات میں سے صلاح الدین سلجوقی، سرور خان گویا، علامہ عبدالحی حبیبی، سید قاسم رشتیا، سردار احمد علی خان درانی، استاد خلیل اللہ خلیلی اور عبدالباری داودی شامل ہیں۔

افغانستان میں اقبال شناسی کا آغاز حضرت علامہ کی زندگی ہی میں ہوگیا تھا۔اس کے

مختلف علل واسباب ہیں، ایک تو یہ کہ علامہ کی شاعری کا ایک تہائی حصہ فارسی زبان میں ہے اور فارسی اور پشتو افغانستان کی قومی زبانیں ہیں۔ ایک اور وجہ یہ بھی ہے کہ چونکہ حضرت علامہ افغانوں سے انتہائی محبت کرتے تھے، انہیں ان سے کئی توقعات تھیں، اسی بنیاد پر ان کی شاعری میں جابجا ملت افغانیہ سے متعلق افکار ملتے ہیں۔ اسی وجہ سے افغانوں کی اقبال سے محبت، ایک فطری عمل ہے۔

افغانستان میں اقبال شناسی کا ابتدائی دور حیات اقبال تا وفات اقبال قرار دیا جاسکتا ہے۔ اس دور میں پیام مشرق کی اشاعت کے فوراً بعد امان افغان جریدہ کے مختلف شماروں میں عبدالباری خان داوی کی تحریر ''پیام مشرق'' کے عنوان سے شائع ہوئی۔ (۲۱)

مجلّہ کابل کی اجرا کے بعد سرور خان گویا کی پہلی باقاعدہ تحریر ''دکتور اقبال'' کے عنوان سے شائع ہوئی۔ (۲۲)

اس دوران میں علامہ صلاح الدین سلجوقی سے جو اس زمانے میں ہندوستان میں افغانستان کے قونصل جنرل تھے، علامہ کے نہایت قریبی تعلقات رہے۔ حضرت علامہ کے مختلف مکتوبات میں سلجوقی کا تذکرہ ان کے باقاعدہ قریبی تعلق کا آئینہ دار ہے، ان میں پہلا مکتوب ۲۱ ستمبر ۱۹۳۱ء منشی طاہرالدین کے نام ہے (۲۳)، اور آخری مکتوب یکم اگست ۱۹۳۷ء لیڈی مسعود کے نام ہے۔ (۲۴)

سردار احمد علی خان درانی کا شمار بھی ان باقی افغان اقبال شناسوں میں ہوتا ہے، جنہوں نے افغانستان میں اقبال شناسی کی بنیاد کی آبیاری کی۔ آپ اسلامیہ کالج لاہور کے فارغ التحصیل تھے اور انجمن ادبی کابل کے سیکرٹری اور روح رواں تھے۔ (۲۵)

آپ کی تحریر ''علامہ اقبال'' کے عنوان سے جون ۱۹۳۲ء میں شائع ہوئی (۲۶)، اس دوران دارالمعلمین کابل کے ایک استاد جناب محمد سکندر خاں کا ایک مقالہ ''تنزل وانحطاط اسلام'' دسمبر ۱۹۳۲ء میں شائع ہوا (۲۷)۔ یہ مقالہ علامہؒ کے اسلامی افکار ونظریات کی روشنی میں ترتیب دیا گیا ہے اور اس میں اقبال کو شاعر اسلام کا خطاب دیا گیا ہے۔

اکتوبر ۱۹۳۳ء میں علامہ کے سفر افغانستان کے بعد وہاں اقبال شناسی میں روز افزوں اضافہ ہوگیا۔ اس دور کے اقبال شناسوں کے سرخیل علامہ عبدالحئ حبیبی ہیں جنہوں نے یکم نومبر ۱۹۳۳ء کو کندھار میں علامہ سے ملاقات کی۔ (۲۷)

علامہ حبیبی نے جنوری ۱۹۳۴ء میں علامہ کی فکر کے زیر اثر ایک طویل فارسی نظم علامہ ہی کی (۲۸) تضمین پر شائع کی (۲۹)، انہوں نے مقالات کے علاوہ علامہ کے فکری اثر میں ''درد دل و پیام عصر'' منظوم فارسی اثر یادگار چھوڑے ہیں۔

افغانستان میں پہلے اقبال شناسوں میں قیام الدین خادم کا نام لینا بہت ضروری ہے، کیونکہ آپ وہ پہلے پشتون شاعر ہیں جنہوں نے باقاعدہ حیات اقبال میں راحت اللہ زاخلی کے بعد کلام اقبال کے پشتو منظوم تراجم کی بنیاد رکھی، جسکا پہلا حصہ فروری ۱۹۳۷ء میں شائع ہوا۔ (۳۰)

سید قاسم رشتیا بھی افغانستان کے پہلے اقبال شناسوں میں سے تھے، آپ نے ۱۹۳۳ء میں علامہ سے ملاقات بھی کی تھی جبکہ بعد میں لاہور میں ان کی صحبت سے فیض یاب ہوئے تھے۔ (۳۱) انہوں نے علامہ کی صفات پر طویل مقالات لکھے۔ (۳۲)

گل باچا الفت کو بھی علامہ کا طویل پشتو مرثیہ انہیں افغانستان کے ابتدائی اقبال شناسوں میں شامل کراتا ہے (۳۳)، جبکہ غلام دستگیر خاں مہمند بھی رثائی اقبال (۳۴) کی بنیاد پر اس کے حقدار ٹھہرے ہیں۔

مجلّہ کابل میں ۱۹۳۲ء میں علامہ کا اپنے خط سے ارسال کردہ نظم '' خطاب بملت کوہسار'' مع فوٹو شائع ہوئی (۳۵) مجلّہ کابل میں علامہ کی خود ارسال کردہ تحریر کے بعد بھی مختلف شماروں میں مختلف منظومات شائع ہوتی رہیں۔ (۳۶)

وفات اقبال کے بعد کا دور:

وفات اقبال کے بعد افغانستان میں اقبال شناسی کے ارتقاء کو تین ادوار میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

پہلا دور ۲۲ اپریل ۱۹۳۸ء تا ۱۹۵۰ء۔

دوسرا دور ۱۹۵۱ء تا ۱۹۷۷ء۔

تیسرا دور ۱۹۷۸ء تا حال۔

اس پہلے دور میں حضرت علامہ کی وفات کی خبر نشر ہوتے ہی دیگر ممالک کی طرح افغانستان میں بھی اخبارات ورسائل نے خصوصی خبریں، مضامین اور مقالات شائع کیں۔

کابل کے اصلاح (۳۷)، اور انیس (۳۸) اخبارات نے علامہ کی وفات پر تعزیتی بیانات کے علاوہ، حضرت علامہ کے سوانحی تذکرے، ادبی خدمات اور ان کی عالمی وآفاقی شخصیت پر علمی وادبی مقالات شائع کیے۔

افغان علماء، فضلاء، اور اہل علم وادب کی جانب سے حضرت علامہ کی وفات کے صرف ایک ہفتے بعد کابل میں وزارت معارف کے ہال میں ایک پروقار تقریب کا انعقاد کیا گیا، اس تعزیتی تقریب میں مشاہیر افغانستان اعلی سرکاری افسران ادباء اور اہل قلم حضرات نے حصہ لیا۔ علامہ کی تعزیت کی اور ان کی فکری اور علمی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا۔ سرور خان گویا نے شعبہ ادبیات اور حفظ آثار انجمن ادبی کابل نے وزارت معارف اور انجمن ادبی کی نمائندگی کرتے ہوئے خطاب کیا۔ انجمن ادبی کے مدیر عمومی احمد علی خان درانی نے شرح حال اقبال اور غلام جیلانی اعظمی نے روابط اقبال ''با افغانستان'' سے متعلق اپنا مقالہ پیش کیا۔ قیام الدین خادم نے اقبال کا پشتو مرثیہ پیش کیا۔ (۳۹)، علامہ کی وفات پر مجلّہ کابل کا خصوصی اقبال نمبر شائع ہوا۔ اس کے سرورق پر سفر افغانستان کے دوران کابل میں اتاری گئی حضرت علامہ کی تصویر شائع کی گئی ہے، چہرے سے نہایت توانا، صحت مند اور تروتازہ لگ رہے ہیں، علامہ کی یہ تصویر پاکستانی مطبوعات تک نہیں پہنچی ہے۔

اس خصوصی نمبر میں حسب ذیل مطالب خصوصی اہمیت کے حامل ہیں۔

وفات ڈاکٹر اقبال شاعر وفیلسوف شہیر بہ قلم سید قاسم رشتیا (۴۰)

افغانستان واقبال از احمد علی خان درانی (۴۱)

قصیدہ در مرثیہ فیلسوف وطن خواہ پروفیسر اقبال غفر اللہ ملک الشعراء، قاری عبداللہ (۴۲)

اقبال وافغانستان، غلام جیلانی اعظمی (۴۳)

منتخبات اشعار اقبال، سرور خان گویا (۴۴)

داقبال پہ وفات (پشتو) از قیام الدین خادم (۴۵)

داقبال ویر (پشتو) از گل باچا الفت (۴۶)

رثای اقبال غلام دستگیر خان مہمند (۴۷)

مجلّہ کابل میں ڈاکٹر سید عابد حسن کے اردو مقالے کا فارسی ترجمہ جناب قیام الدین خادم نے ''خودی در نظر اقبال'' کے عنوان سے شائع کرایا۔ (۴۸)، ۱۹۴۴ء میں استنبول سے علامہ کے سیاسی مرشد سید جمل الدین افغانی کا تابوت لاکر کابل میں دفن کیا گیا (۴۹)، مجلّہ کابل میں اسی مناسبت سے علامہ کے اشعار خطاب او قیانوس بہ کثرت شائع ہوے۔ (۵۰)

اس دور میں مختلف کتب مقالات وغیرہ میں کلام اقبال کے حوالے جابجا ملتے ہیں۔ ۱۹۵۱ء تا ۱۹۷۷ء افغانستان میں اقبال شناسی کو زبردست ترقی حاصل ہوئی، افغانستان میں علامہ پر پہلی باقاعدہ پشتو کتاب ''پشتانہ علامہ اقبال پہ نظر کی'' (پشتون علامہ اقبال کی نظر میں) عبد اللہ بختانی نے شائع کی جس میں مختلف مضامین کے ذریعے موضوع کے حوالے سے فکر اقبال کا احاطہ کیا گیا ہے۔ (۵۱)

بلاشبہ پشتو زبان میں افغانستان میں تفہیم فکر اقبال کے سلسلہ میں یہ ایک بہتر کاوش ہے جو کہ ابتدائی طور پر بنیادی اہمیت کا حامل ہے۔

افغانستان کے آریانا دائرۃ المعارف (پشتو/ فارسی) میں حضرت علامہ کی فن وشخصیت پر ایک نہایت علمی ادبی اور تحقیقی مقالہ شائع ہوا ہے۔ (۵۲)

اس دور میں بھی وقتاً فوقتاً افغانستان کے مختلف مجلّات اخبارات اور دیگر مطبوعات میں حضرت علامہ کے اشعار شائع ہوتے رہے۔

کابل میں پاکستانی سفارتخانے میں تقاریب اقبال منعقد ہوتی رہیں جن میں مختلف افغان

علماء نے حضرت علامہ کے مختلف فکری گوشوں کو اجاگر کرنے کی کوشش کی (۵۳)، اس دور میں مختلف افغان شعراء نے فکری وفنی لحاظ سے حضرت علامہ کے اثرات قبول کیے (۵۴)، کابل میں خوشحال خان خٹک کے ۲۷۶ ویں (۵۵)، اور ۲۹۰ ویں (۵۶) یوم وفات کی مناسبت سے دو بین الاقوامی کانفرنسیں منعقد کی گئیں، جن میں مختلف سکالرز نے خوشحال اور اقبال کے مختلف مشترکہ نکات پر مقالات پیش کیے اور مقالات میں اشعار اقبال کے حوالوں سے اپنے دلائل کو تقویت بخشی۔ یکم سنبلہ ۱۳۵۲ھ ش، افغانستان کے سابق صدر سردار سید داؤد خان نے منصب اقتدار سنبھالتے ہی ریڈیو اور ٹی وی پر قوم سے خطاب کیا، خطاب کا اختتام علامہ کے ارمغانِ حجاز کے حسب ذیل شعر پر کیا:

مذہب زندہ دلاں خواب پریشانی نیست   ازہمیں زندہ خاک جہان دیگر ساختن است (۵۷)

اسی دور میں افغانستان کے معروف شاعر ادیب اور مؤرخ عبدالرؤف سنوا نے علامہ کی مثنوی مسافر کا منظوم ترجمہ کر کے روزنامہ انیس کابل کے مختلف شماروں میں شائع کروایا۔ (۵۸)

افغانستان میں حکیم سنائی غزنوی کے صد سالہ جشن ولادت کی تقریبات کے سلسلے میں شعبہ ادبیات کابل یونیورسٹی کے زیر اہتمام ایک کتاب ''از سنائی تا مولانا اقبال'' شائع کی گئی۔ (۵۹)

۱۹۷۷ء میں دنیا کے دیگر خطوں کی طرح افغانستان میں بھی حضرت علامہ اقبال کے صد سالہ جشن ولادت کی تقریبات کا انعقاد کیا گیا، وزارت اطلاعات وکلتور کے مؤسسہ انشارات بیہقی کی جانب سے عبدالباری داؤی کا آثار ''اردو اقبال'' دو جلدوں میں شائع ہوا، اس کتاب میں بانگ درا اور دیگر اردو آثار کے مشمولات کے علاوہ علامہ کے اردو کلام کا منظوم فارسی ترجمہ بھی دیا گیا ہے۔ (۶۰)

لاہور میں حضرت علامہ کے صد سالہ جشن ولادت کی مناسبت سے منعقدہ بین الاقوامی کانفرنس میں افغانستان کے صدر کا پیغام افغان وفد نے پڑھ کر سنایا جس کا متن مجلّہ کابل میں شائع میں ہوا۔ (۶۱)

اسی سال اسی مناسبت سے فارسی میں صدیق رہپو کی تالیف ''افغانستان و اقبال'' ایک سو دس صفحات میں شائع ہوئی، تعارف دیباچہ اور مقالات کے ساتھ ساتھ اقبال کے متعلق گیارہ تصاویر اور افغانستان کے معروف خطاط عزیز الدین وکیلی فوفلزی کے خطاطی کردہ مختلف رباعیات ومنظومات بارہ صفحات پر شائع ہوئیں (۶۲)، اس دور میں بھی مختلف علمی و تحقیقی آثار میں اقبال کے فن و شخصیت سے متعلق کئی حوالے ملتے ہیں۔

افغانستان میں اقبال شناسی کے ارتقائی سفر کا تیسرا دور ۱۹۷۸ء یعنی افغانستان میں کمیونسٹ انقلاب کے برپا ہونے سے شروع ہوتا ہے۔ سمرقند و بخارا کو روند ڈالنے والوں نے کابل وغزنین پر چڑھائی کی، اپنے انجام سے بے خبر بدمست کمیونسٹوں کے مقامی خلقی حواریوں نے، یہاں کے باغیرت اور اہل ایمان کو گرفتار کرنا اور شہید کرنا شروع کیا۔ چنانچہ بدنام زمانہ پل چرخی زندان کے در و دیوار سے کبھی کبھی اقبال کے اشعار زمزمہ ہوتے سنائی دیتے رہے۔

ای غنچۂ خوابیدہ چو نرگس نگراں خیز کاشانہ مارفت بہ تاراج غمان خیز

کبھی کبھی اس پل چرخی میں سفید ریش مظلوم افغاں درگاہ ایزدی میں سراپا مناجات بن جاتے۔

یارب دروں سینہ دل باخبر بدہ (۶۳)

پھر جب سوویت یونین کی جارحیت کے خلاف اعلان جہاد کیا گیا تو مختلف جہادی تنظیموں نے مختلف نشریاتی مطبوعات کا اجراء کیا۔ ان آثار رسائل و اخبارات اور جرائد میں شوق شہادت، جذبہ جہاد، شان مومن، انسانی کرامت، عالمگیریت اسلام اور ایمان کی شان وشوکت وغیرہ سے متعلق حضرت علامہ کے افکار وقتاً فوقتاً شائع ہوتے رہے، نیز حضرت علامہ کے فکر و فن کے حوالے سے مختلف مقالات طبع ہوتے رہے، افغان جہاد کے دوران تمام جہادی مطبوعات پر حضرت علامہ کے فکر و فن کا پرتو جلوگر رہا۔ (۶۴)

یہاں اقبال افغانستان میں ایک عجیب وغریب کیفیت سے دوچار ہوئے، جہادی قوتوں کے اشعار بھی اقبال کے اشعار ہیں جبکہ مخالف استعماری انقلابیوں کے سلوگن بھی اقبال کے اشعار

قرار پائے.

خواجہ از خون رگ مزدور ساز و لعل ناب از جفائی دھخوایاں کشت دھقانان خراب
انقلاب انقلاب اے انقلاب ساحل افتادہ گفت گرچہ بسی زیستم
خدا آں ملتی را سروری داد قبای زندگی چاک تا کی
مذہب زندہ دلان خواب پریشانی نیست (۶۵)

حتی کہ بعض جہادی تصاویر کے کیپشن میں علامہ کے اشعار کا استعمال بھی شروع ہوتا ہے، ماہنامہ ہجرت میں افغاں مجاہدین کی ایک تصویر شائع ہوئی جس میں وہ نماز پڑھ رہے ہیں، اور اس تصویر کے کیپشن میں حضرت علامہ کا یہ شعر درج کیا گیا ہے:

آ گیا عین لڑائی میں اگر وقت نماز قبلہ رو ہو کے زمین بوس ہوئی قوم حجاز (۶۶)

علامہ کے اشعار:

آسیا یک پیکر آب و گل است ملت افغان در آن پیکر دل است
از فساد او فساد آسیا در گشاد اوگشاد اسیا

کو بقائے دوام ملی، اس دور میں کون سا اخبار تھا جو ان اشعار سے مزین نہ ہوتا، کونسا جریدہ، کتاب، علمی مقالہ ہوتا، جو ان کے بغیر شائع ہوتا رہا، حتی کہ افغان مجاہدین کے ایک ماہنامہ جریدے کا نام ''قلب آسیا'' رکھا گیا۔ جس کے ٹائیٹل پر مندرجہ بالا اشعار کندہ ہوتے تھے. (۶۷)

جاری بحران کے حوالے سے افغانستان کے ایک ریٹائر فوجی آفیسر ارکانحرب ڈگروال متقاعد عبد الحنان مینہ پال نے تپش قلب آسیا افغانستان در آزمون بزرگ تاریخ کے نام سے ایک کتاب طبع کی اور آغاز ہی میں خلاصہ بحث کے طور پر متذکرہ بالا اشعار سے اپنی بحث کو قوی دلائل عطا کیے. (۶۸)

افغان اقبال شناس عبد الباری شہرت ننگیال نے افغان جہاد سے متعلق اردو اشعار و منظومات کو یکجا کر کے خون کی پکار کے عنوان سے شائع کیا، اس کتاب کے عقبی سرورق پر بائیں

جانب حضرت علامہ کی تصویر اوپر شاہین اور دائیں جانب متذکرہ بالا اشعار شائع ہوئے (۶۹) مجلہ قلم میں خوشحال خان خٹک سے متعلق علامہ کا تحریر کردہ مقالے'' Khushhal Khan Khatak The Afgan Worrior Poet کا پشتو ترجمہ شائع ہوا۔ (۷۰)

حضرت علامہ کے مثنوی مسافر کے جواب میں افغان اقبال شناسی ڈاکٹر محمد رحیم الیاس نے ''جواب مسافر'' شائع کر لیا۔ (۷۱)

حضرت علامہ سے لاہور میں ملاقات کی یادوں کے سلسلے میں حضرت علامہ کے کابل میں میزبان انجمن ادبی کابل کے ممبر سید قاسم رشتیا کا مقالہ '' ساعتی در خدمت علامہ اقبال'' شائع ہوا۔ (۷۲) معروف افغان اقبال شناس سر محقق عبداللہ بختانی خدمت گار کا فارسی زباں میں آسیا گزر گاہ و نظر گاہ علامہ اقبال شائع ہوا۔ (۷۳)

اس دوران تیراں سے افغان اقبال شناس استاد خلیل اللہ خلیلی کی کلیات شائع ہوئیں، ان کلیات میں حضرت علامہ کو فارسی میں مختلف چھ منظومات تحت منظوم خراج تحسین پیش کیا گیا ہے (۷۴)۔ افغانستان میں حضرت علامہ سے متعلق مقالات اور ان کو منظوم خراج تحسین کو راقم الحروف نے یکجا کر کے سید اقبال شناسی در افغانستان کے نام سے ترتیب دیا جو اقبال اکادمی پاکستان نے شائع کیا۔ (۷۵)

البتہ پی ایچ ڈی کا مقالہ افغانستان میں اقبال شناسی کی روایت طباعت کے مراحل میں ہے۔

☆☆☆

حواشی و مراجع

(۱)　دائرۃ المعارف اسلامیہ جلد۲ دانش گاہ، پنجاب لاہور ۱۹۷۱ء صفحہ ۹۳۹.

(۲)　آریانا دائرۃ المعارف (پشتو) جلد۳ دولتی مطبع کابل ۱۳۳۷ھ ش، ص ۳۴۷.

(۳)　دا افغانستان کالنی مطبع دولتی کابل ۱۳۵۰ھ ش، ص ۷۱.

(۴)　ایضاً، ص ۷۲.

(۵)　افغانستان دارا سے امان اللہ تک از میکمن لیفٹیننٹ جنرل سر ترجمہ ریاض صدیقی یونیٹیڈ پرنٹرز کوئٹہ ۱۹۸۷ء ص ۳۳، ۳۴.

(۶)　دا افغانستان کالنی ۱۳۵۰ھ ش، ص ۷۲.

(۷)　اقبال ممدوح عالم مرتبہ ڈاکٹر سلیم اختر مطبوعہ بزم اقبال لاہور ۱۹۷۷ء، ص.

(۸)　شکرستان روخ از ڈاکٹر عبدالرؤف رفیقی (غیر مطبوعہ) صفحہ ۱۹، ۲۰. د

(۹)　دائرۃ المعارف اسلامیہ جلد۷ دانش گاہ پنجاب لاہور ۱۹۷۱ء ص ۳۲۴، ۳۲۷.

(۱۰)　دمشرق نابغہ (پشتو) از دکتور سعید افغانی وزارت اطلاعات وکلور موسسہ بیہقی کتاب کابل ۱۳۵۵ھ ش، ص ۲۱۷، ۲۲۱.

(۱۱)　دائرۃ المعارف اسلامیہ جلد۱۱، دانش گاہ پنجاب لاہور ۱۹۷۲ء، ص ۳۱۴، ۳۱۷.

(۱۲)　خوشحال خاں خٹک کلیات جلد۱، دا افغانستان دعلوموا کادی کابل (پشتو) ۱۳۵۸ھ ش، ص ۲۹، ۳۵.

(۱۳)　سلطنت غزنویان از خلیل اللہ خلیلی مطبع عمومی کابل ۱۳۳۳ھ ش، ص ۲۰، ۱۱۷.

(۱۴)　دائرۃ المعارف اسلامیہ جلد۱۱، ص ۸۸۰، ۸۸۱.

(۱۵)　دائرۃ المعارف اسلامیہ جلد۹ دانش گاہ پنجاب لاہور ۱۹۷۲ء ص ۹۱، ۹۶.

(۱۶)　حکمائے اسلام جلد۲ از مولانا عبدالسلام ندوی نیشنل بک فاؤنڈیشن اسلام آباد ۱۹۹۳ء، ص ۲۰۹، ۲۱۳.

(۱۷)　دائرۃ المعارف اسلامیہ جلد۷، ص ۵۸، ۶۱.

(۱۸) اقبال اور افغان از میر عبدالصمد خان یونیورسٹی بک ایجنسی پشاور سن ندارد، ص ۹۴۔

(۱۹) پیام مشرق۔

(۲۰) اقبال کامل از مولانا عبدالسلام ندوی نیشنل بک فاونڈیشن اسلام آباد ۱۹۸۹ء، ص ۲۴۲۔

(۲۱) امان افغان اخبار شمارہ نمبر ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۳، ۱۷۔

(۲۲) مجلّہ کابل مارچ ۱۹۳۱ء ص ۱۹ تا ۲۳۔

(۲۳) روح مکاتب اقبال از محمد عبداللہ قرش اقبال اکادمی پاکستان لاہور ۱۹۷۷ء ص ۲۰۴۔

(۲۴) اقبال اور بھوپال از صبا لکھنوی اقبال اکادمی پاکستان لاہور طبع سنہ ۲۰۰، ص ۲۴۳۔

(۲۵) اقبال ایویوا قبال اکادمی کراچی پاکستان اپریل ۱۹۶۷ء ص ۴۴۔

(۲۶) مجلّہ کابل جون ۱۹۳۲ء ص ۱۲، ۲۰۔

(۲۷) مجلّہ کابل دسمبر ۱۹۳۲ء ص ۳۲

(۲۸) سیر افغانستان از سید سلیمان ندوی شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور سن ندارد، ص ۷۔

(۲۹) مجلّہ کابل جنوری ۱۹۳۴ء ص ۶۵، ۷۱۔

(۳۰) مجلّہ کابل جنوری فروری ۱۹۳۷ء، ص ۶۸۹۔

(۳۱) ہفت روزہ وفا (پشتو/ فارسی) پشاور جلد ۱۱، ۵، ۱۳۷۵ھ ش۔

(۳۲) مجلّہ کابل مئی جون ۱۹۳۸ء، ص ۷۸۔

(۳۳) ایضاً ۹۲، ۹۳۔

(۳۴) ایضاً ص ۹۳۔

(۳۵) مجلّہ کابل ۲۲ جون ۱۹۳۲ء ملحقہ صفحہ ۲۰ ۔

(۳۶) ''افغان و ایران'' مجلّہ کابل ۲۲ اگست ۱۹۳۲ء ص ۷۱ ''ملت افغان'' ایضاً ص ۷۳ ''بہاریہ اشعار'' مجلّہ کابل ۲۱ اپریل ۱۹۳۵ء ص ۹ ''بہاریہ غزل'' ایضاً ص ۴۰۔

(۳۷) اخبار اصلاح کابل یکشنبہ ۴، تور ے ۱۳۱ھ ش۔

(۳۸) اخبار ''انیس'' کابل چارشنبہ ۱۴ ثور ے ۱۳۱۷ھ ش .

(۳۹) مجلّہ کابل مئی جون ۱۹۳۸ء ص ۷۸ .

(۴۰) ایضاً ص.

(۴۱) ایضاً ص ۷۹، ۸۲.

(۴۲) ایضاً ص ۹۴.

(۴۳) ایضاً ص ۸۳، ۸۵.

(۴۴) ایضاً ص ۹۲.

(۴۵) ایضاً ص ۹۴.

(۴۶) ایضاً ص ۹۳.

(۴۷) ایضاً ص ۹۳.

(۴۸) مجلّہ کابل ستمبر اکتوبر ۱۹۳۹ء ص ۲۲، ۴۰.

(۴۹) دا افغانستان پیش لیک از عبدالحی حبیبی.

(۵۰) مجلّہ کابل دیو ۱۳۲۳ھ ش ص آخر.

(۵۱) شیشانہ دعلامہ اقبال یہ بطرس از عبداللہ بختانی پشتو ٹولنہ کابل ۱۳۳۵ھ ش.

(۵۲) آریانا دائرۃ المعارف (فارسی) انجمن آریانا دائرۃ المعارف کابل جلد ۳ ۱۳۳۵ھ ش/۱۹۵۶ء ص ۶۷۲، ۶۸۱.

(۵۳) تقاریب اقبال منعقدہ پاکستانی سفارت خانہ کابل ۱۹۶۶ء صدارت خلیل اللہ خلیلی مقالہ از پروفیسر عبدالشکور شاد مجلّہ ورمہ کابل ۱۹۶۷ء ص ۳ ۱۳ جون جولائی ۱۹۶۶ء سے پہلے مقالات پروفیسر غلام حسن مجددی اقبال ایویو اپریل ۱۹۶۷ء ص ۱۴۵ تا ۱۲۰.

(۵۴) افغانستان کالنی مقالہ حبیب اللہ اولیس یار معاصر افغان ادب میں عبدالرؤف بینوا اور قیام الدین قادم کے فکر وفن پر اقبال کے اثرات کا تذکرہ دا افغانستان کالنی ۳۸، ۱۳۳۹ھ ش ص ۴۶.

(۵۵) سوموار ۱۵ اگست ۱۹۶۶ء تا ہفتہ ۲۱ اگست ۱۹۶۶ء کابل میں پشتو ٹولینہ کے زیر اہتمام خوشحال خان خٹک کے ۲۸۶

ویں یوم وفات کی مناسبت سے بین الاقوامی سیمینار مقالات میں اقبالیاتی جائزہ خوشحال خان اسلامی کردار از سید رسول رسا منگل ۱۶ اگست ۱۹۶۶ء، دخوشحال خاں دفلسفی اور تصوفی اشعار وخوا (خوشحال خان کے کلام کا فلسفیانہ وصوفیانہ گوشدم از امیر حمزہ شنواری ۱۷ اگست ۱۹۶۶ء)، خوشحال خان خٹک دا افغانی ملیت علمبردار از انوار الحق ۱۹ اگست ۱۹۶۶ء، خوشحال اور اقبال کے چند مشترک نکات از عبداللہ بختانی ۱۹ اگست ۱۹۶۶ء غیرت مند خوشحال خان خٹک از ریشان خٹک بمورخہ ایضاً، خطاب فضل احمد غازی ۲۰ اگست ۱۹۶۶ء (از ننگیالی پشتوں از محمد اکبر معتمد پشتو ٹولنہ کابل ۱۹۶۶ء مختلف صفحات)

(۵۶) ۱۸ اگست ۱۹۷۱ء تا ۲۱ اگست ۱۹۷۱ء، خوشحال خن کی ۲۹۰ ویں یوم وفات کی مناسبت سے بین الاقوامی سیمی نار کابل کے مقالات میں اقبالیاتی تذکرہ، خوشحال خان خٹک او انسانی کرامت از سلطان محمد صابر ۲۰ اگست ۱۹۷۱ء، دخوشحال پہ شاعری کی باز او باتور از امیر حمزہ شنواری بمورخہ ایضاً، خوشحال خان خٹک دفلپو رافکارہ پہ ہزارہ کی از فضل احمد غازی ۱۹ اگست ۱۹۷۱ء از توریالی پشتون مہتمم محمد شیرین سنگری پشتو ٹولینہ کابل ۱۹۷۱ء مختلف صفحات.

(۵۷) دافغانستان کالنی کابل ۵۲، ۱۳۵۳ھ ش صفحہ ز.

(۵۸) گنتیا نجلی منظوم ترجمہ از عبدالرؤف بینوا دادبیاتو پوہنزی دادبی تو مسا نگہ کابل ۱۳۵۴ھ ش، صفحہ ۹۷.

(۵۹) کلیات اشعار حکیم سنائی غزنوی از علی اصغر شیر وازارت اطلاعات وکلتور کابل ۱۳۵۶ھ ش، مالک ٹائیل .

(۶۰) آثار اردو اقبال جلد اول دوم وزارت اطلاعات وکلتور موسسۂ انشارات بیہقی کابل ۱۳۵۶ھ ش.

(۶۱) مجلہ کابل نومبر دسمبر ۱۹۷۷ء صفحہ ا.

(۶۲) افغانستان واقبال از صدیق رہپور وزارت اطلاعات وکلتور کابل ۱۳۵۶ھ ش.

(۶۳) علامہ اقبال در ادب فارسی وفرہنگ افغانستان از دکتور اسد اللہ محقق الرکز تحقیقات فارسی ایران وپاکستان اسلام ۲۰۰۵ء ص ۱۴۵.

(۶۴) افغانستان میں اقبال شناسی کی روایت از ڈاکٹر عبدالرؤف رفیقی غیر مطبوعہ ص ۱۸۵.

(۶۵) افغانستان درادب فارسی وفرہنگ افغانستان، ص ۱۴۵، ۱۴۶.

(۶۶) ماہنامہ ہجرت کلچرل کمیٹی اتحاد اسلامی مجاہدین افغانستان جنوری ۸۳، ص ۹.

(۶۷) قلب آسیا سرطان ۱۳۶۴ھ ش.

(۶۸) تپش قلب آسیا افغانستان در آزمون بزرگ تاریخ کتابخانہ دانش پشاور ۱۳۷۷ھ ش صفحہ آغاز.

(۶۹) خون کی پکار از عبدالباری مطبوعہ پشاور ۱۹۸۹ء بیک ٹائیٹل.

(۷۰) پہ ہند کس دیشوزی دوراو الجاد ہڑ اونہ از سرمحقق زلمی ھیوادمل طبع دوم شرکت پریس لاہور ۱۳۷۳ھ ش، ص ۶۲۲.

(۷۱) ھفت روزہ وفا ۱۱ جدی ۱۳۷۴ھ ش.

(۷۲) ایضاً.

(۷۳) ایضاً.

(۷۴) کلیات خلیل اللہ خلیلی بکوشش عبدالحئی خراسانی نشر بلخ تیران ۱۳۷۸ھ ش مختلف صفحات.